THE ALHAKAM.

ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم و یثبت اقدامکم

الحکم

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شرح قیمت
ہر صورت میں پیشگی
وصول ہوگی ٭
خریداران الحکم سے عـہ
معاونین ر ر عـہ
عام قیمت عـہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

ایڈیٹر و مالک شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

جلد	قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۲۱ء	سلسلۃ الجدید	نمبر ۱۱

کیا اب بھی مصلح کی ضرورت نہیں

اللہ تعالےٰ کی یہ قدیم سے سنت چلی آئی ہے۔ کہ جب کبھی بھی دنیا میں کثرت سے گمراہی پھیل جاتی ہے اور جس غرض اور مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور دن بدن فسق و فجور میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ اور معمولی غلطیوں سے بچنا تو درکنار وہ بڑے بڑے معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ان میں اس قدر قوت روحانی اور خشیت الٰہی نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے نفوس کی اصلاح کرسکیں۔ تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل اور رحم سے انہیں لوگوں میں سے ایک شخص کو جس کو وہ عبودیت کے لحاظ سے پسند کرے۔ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مبعوث فرماتا ہے ٭

جب ہم گذشتہ زمانہ پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتداء دنیا سے لے کر آج تک تمام انبیاء اس حالت میں مبعوث کئے گئے ہیں جب لوگ صراط مستقیم سے بھٹک کر ضلالت کے گڑھے میں گر گئے۔ اور اپنے اصلی مقصد کو (یعنی وحدہ لاشریک کی خالص عبادت) کو پس پشت ڈال دیا ٭

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے۔ ظہر الفساد فی البرّ والبحر یعنی ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر ضرورت کے ارسال نہیں فرمایا۔ (وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ بلکہ بر و بحر میں چونکہ فساد ظاہر ہو چکا ہے۔ اور لوگ اپنے معبود حقیقی سے عدول کرکے معبودان باطلہ کی پرستش میں مصروف ہیں۔ اس لئے

(انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر کے چھپا)

ضروری تھا - کہ نبی کریم کو تمام دنیا کی ہدایت اور اصلاح کے لئے ایک کامل کتاب دے کر مبعوث کیا جاوے - پس اللہ تعالےٰ کے قانون مستمرہ کو دیکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں - کہ جب کبھی دنیا میں معاصی بڑے زور وشور سے پھیلے ہوئے ہوں - اس وقت ضرور کوئی اللہ تعالےٰ کا مامور ان کی اصلاح کے لئے ارسال کیا جاتا ہے ؛

تو ہم اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے - جب زمانہ حال کی طرف رجوع کرتے ہیں - کہ آیا اب دنیا کو کسی مصلح کی ضرورت ہے - یا نہیں ؟ تو ہمیں ہر طرف سے یہی آواز آتی ہے - کہ اب ضرور کوئی شخص اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے آنا چاہیئے - ورنہ دنیا کے لوگ بہت جلد تباہ و برباد ہو جائیں گے ؛

کیونکہ مسلمان جو کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے مطابق اور بلحاظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کے تمام مذاہب سے افضل ہیں - وہ اس زمانہ میں ہر قسم کے معاصی کے مرتکب ہو رہے ہیں - شرک و بدعت سے پرہیز نہیں کرتے - چوری اور زنا ان کا دن رات پیشہ ہے - دنیا کو دھوکہ دینا اور ہر قسم کے مکر و فریب سے دنیا کا مال حاصل کرنے کیلئے ان کی نظروں میں موجب فخر ہے - یہ دنیاوی مال و حشمت کیلئے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے - مگر دین کی اشاعت کے لئے معمولی قربانی کرنے سے بھی ڈر لگتا ہے - نماز و روزہ سے بے خبر ہیں - ہر قسم کے کھیل و تماشہ میں سب سے پہلے حاضر ہوتے ہیں - مساجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنا ان کے لئے عار مگر شراب خانوں میں خوشی سے جاتے ہیں - گذشتہ انبیاء کی نصائح پر عمل کرنا تو درکنار ان پر ہنسی اڑائے بغیر نہیں رہ سکتے - مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب دینے تو ایک طرف ان کو خود شکوک پیدا ہو رہے ہیں - اور کثیر التعداد ان میں سے انہیں بد اعمالیوں کی وجہ سے عیسائیت کے پنجے میں پھنس گئے ہیں -

غرض ہر قسم کے گناہ مسلمانوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں - اور ہر ایک نیکی اور خدا تعالےٰ تک پہنچانے والے راستہ سے محروم ہیں - تو جب مسلمانوں کا جو کہ نبی کریم کی امت ہیں یہ حال ہے - تو جو اور قوموں کا حال ہوگا - وہ مخفی نہیں ہے ؛

پس اس زمانہ میں فساد عظیم ہونا اس بات کا متقاضی ہے - کہ اب ضرور کوئی مامور من اللہ اس فساد کو فرو کرنیکے لئے ہونا چاہیئے ؛

یہ وہی زمانہ ہے - جس کے متعلق آنحضرت نے تیرہ سو برس پہلے سے ہی ہمیں مطلع فرمایا ہے - کہ اس زمانہ یعنی چودھویں صدی میں جب کہ مسلمان اسلام سے بالکل پہلو تہی کریں گے - اور خدا تعالےٰ کے بتائے ہوئے احکام کی پرواہ نہیں کریں گے - تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے مسیح موعود کو ان کے صراط مستقیم پر چلانے کیلئے کھڑا کر دیگا ؛

سو اللہ تعالےٰ نے نبی کریم کے فرمان کے مطابق چودھویں صدی کے شروع میں ہی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا - مگر حق کے اندھوں نے اس چشمہ سے جو اللہ تعالےٰ نے ان کو سیراب کرنے کے لئے ہی جاری کیا تھا - اعراض کیا اور فائدہ حاصل نہ کیا ؛

مولوی محمد یار از قادیان

جلسہ کمیٹی نے افسران صیغہ جات جلسہ کا تقرر کر دیا ہے - سکرٹری جلسہ ان کو ابھی سے کام کیلئے ٹرینڈ کریں گے

الحکم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیان دارالامان - ۲۱ نومبر ۱۹۲۱ء

حضور پرنس آف ویلز کی آمد

۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء کو حضور پرنس آف ویلز صاحب بہادر سرزمین ہند میں وارد ہوگئے - ہم اپنی قدیم وفاداری کی بنا پر جو کہ احمدی جماعت کا خاصہ ہے - صدق دل سے حضور پرنس آف ویلز کو ویلکم اور خوش آمدید کہتے ہیں -

احمدی جماعت ہمیشہ سے گورنمنٹ کی وفادار رہی ہے - اور گورنمنٹ کی سب خوشیوں میں شریک رہی ہے - اور اس کی یہ وفاداری کسی لالچ یا دنیاوی غرض کو مدنظر رکھ کر نہیں ہے - بلکہ اپنی اس تعلیم کی وجہ سے ہے - جو بانی سلسلہ اور اس کے خلفاء نے اس کو دی - یہی وجہ ہے - کہ جماعت احمدیہ تمام پولیٹیکل تحریکوں سے آج تک الگ رہی -

ایک وقت تھا - جب کہ حکام مسلم لیگ کو نہایت استحسان کی نظر سے دیکھتے تھے - اور چاہتے تھے - کہ لوگ اس کے ممبر ہوں - اور بعض جگہ باتوں ہی باتوں میں لوگوں کو تحریک بھی کر دیتے تھے - اس زمانے میں فنانشل کمشنر صاحب بہادر قادیان بھی آئے - اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتوں ہی باتوں میں مسلم لیگ کا ذکر کیا - آپ نے مسلم لیگ کو اس وقت ناپسند فرمایا - اور صاحب کو کہدیا کہ مجھے اس سے اچھی بو نہیں آتی - غرض اسوقت جبکہ گورنمنٹ کے عالی دماغ اور نکتہ رس حکام بھی مسلم لیگ کے اغراض کو دیکھ کر دھوکہ کھا گئے - اور لوگوں کو خود تحریک کرنے لگے - خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے اسوقت مسلم لیگ کی موجودہ حالت کا اظہار فرمادیا -

یہ وہ وقت تھا - جب کہ ہماری جماعت کے لئے بڑی آسانی تھی - کہ وہ اس قسم کی تحریکوں میں شامل ہوجاتی - مگر حضرت مسیح موعود نے اپنے عمل سے یہ ثابت کردیا - کہ ہم گورنمنٹ کے چاپلوس نہیں ہیں - اور آج کل کے محاورے کے مطابق جی حضوریئے نہیں - بلکہ حق اور راستی کے پیچھے چلتے ہوئے گورنمنٹ کے وفادار ہیں - اگر ہم چاپلوس ہوتے - تو فنانشل صاحب کے فرمانے کے مطابق فوراً ہی حضرت صاحب اپنی جماعت کو حکم دے دیتے - کہ ہاں ممبر ہو جاؤ - مگر حضور نے وفاداری کی نیت سے فوراً ہی اس بات کو روک دیا - اور فنانشل صاحب کی شخصیت بھی کچھ اثر نہ کرسکی -

الغرض ہم کبھی بھی سرکار کے وفادار اس لئے نہیں ہوئے - کہ سرکار ہم کو کچھ دے - بلکہ اس لئے کہ یہ ہمارا فرض ہے - کہ ملک میں امن کی زندگی بسر کریں - اور اس گورنمنٹ کی با امن رعایا کہلائیں - اس لئے ہم نے اپنی اس پرامن گورنمنٹ کی ہر خوشی میں شمولیت کو پسند کیا ہے - اب بھی جب کہ ہندوستان میں بغاوت اور ایجیٹیشن کا سمندر موجیں مار رہا ہے - اور ہندو مسلم اتحاد کے آوازے بھی آرہے ہیں - سکھ بھی اپنی پوری طاقت کو خرچ کررہے ہیں - صرف ہماری ہی ایک جماعت ہے - جو گورنمنٹ کی وفادار ہے - اور اس کے لئے وہ تمام اقوام کی نظروں میں جو گورنمنٹ کے برخلاف ہیں - ایک خار کی طرح سے معلوم ہوتی ہے -

چند سوالات

آریہ ودوان توجہ کریں

(ماسٹر فضل حسین صاحب احمدی)

آریہ سماجی لٹریچر (ساہتیہ) کا معتدبہ حصہ ہماری نظر سے گذرا ہے۔ اور اس پر بس نہیں بلکہ ہم نے نہایت ایمانداری اور کمال نیک نیتی سے اس پر سوچ وچار اور غور وخوض بھی کیا ہے۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس تحقیق میں ہماری عزیز عمر کے تین سال صرف ہو گئے۔

مگر دوران تحقیق میں "ویدک تعلیم" پر جو شنکائیں اُتپن ہوئیں یا جو جو سوال پیدا ہوئے۔ ہم نے بہت چاہا کہ ان کو خود ہی کسی طرح حل کریں۔ مگر کامیابی نہ ہوئی اس لئے ہم نے وقتاً فوقتاً اخبارات میں بھی انہیں بایں خیال مشتہر کیا۔ کہ اگر ایک دماغ ان سوالات کو لاینحل سمجھ بیٹھا ہے۔ تو شاید آرین دماغ کچھ عقدہ کشائی کر سکے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ آج تک ایک بھی آریہ سماجی نے انہیں صاف کرنے کی کوشش نہیں کی ٭

مگر ہم نے یہ تہیہ کر لیا ہے۔ کہ آریہ سماج جب تک ان سوالات کا جواب (خواہ تردیدی رنگ میں ہو یا تائیدی) نہ دے تب تک انہیں دہراتے ہی جائیں۔ اس لئے ان بہت سے سوالات میں سے چند سوال ذیل میں نقل کرکے آریہ سماجی اصحاب سے جواب کے طالب ہوتے ہیں۔

شاید اب کے ہی کوئی آریہ ودوان ان سوالات کا مدلل اور معقول جواب دے کر ہمیں اس بات کا موقع دیں کہ بقیہ سوالات بھی اُنہی مرد میدان کی خدمت میں پیش کر دیں ٭

پہلا سوال آریہ سماج کا دعویٰ ہے۔ کہ ایشوری گیان (الہام) اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ وید مقدس۔ اور وہ بھی صرف چار حصص میں منقسم یا منضبط یعنی رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید۔ اس پر ہمارا یہ سوال ہے۔ کہ اگر یہی چاروں الہامی کتابیں ہیں تو چوتھے اتھرو نامی کا نام پہلے تین ویدوں سے دکھلایا جاوے ٭

دوسرا سوال وید چار ہیں یا پانچ۔ اگر کہو پانچ تو آپ کے سدہانت کے خلاف ہے ہاں چار کہو تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ کی ایک مسلمہ کتاب چھاندوگیہ اُپنشد ویدوں کی تعداد پانچ بتلاتی ہے۔ اصل عبارت کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

نارد نے کہا۔ اے بھگوان! میں رگوید پڑھا ہوں۔ اور یجروید۔ سام وید۔ اور چوتھا اتھروان۔ پانچواں اتہاس پوران . . . . میں پڑھا ہوں"

(پرپاٹھک ۷ کھنڈ ۲)

اب بتلایئے۔ وید تین ہیں۔ اور پھر وید چار ہیں یا پانچ ؟

تیسرا سوال آریہ سماج ایشوری گیان صرف رگ یجر سام اتھرو میں ہی محدود بتلاتی ہے۔ مگر آریہ سماج کی مسلمہ کتب اس دعویٰ کی تردید کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ برہدارنیک اپنشد۔

(صرف اردو ترجمہ)

گیلی لکڑیوں سے اگر آگ جلائی جاوے۔ تو اسمیں سے جیسے علیحدہ علیحدہ بہت سے دھوم (دھواں) نکلتے ہیں۔ ویسے ہی اس مہاتما (پرمیشور) کا یہ سانس ہے۔ جو یہ رگ وید۔ یجروید۔ سام وید اتھرو انگرس (اتھروید) اتہاس۔ پوران۔ ودیا۔ اپنشد۔ شلوک۔ سوتر انو ویاکھیان اور ویاکھیان ہے (یہاں) اس مہاتما (پرمیشور) کے یہ سارے

ہیں" (۲-۴-۱۰۰)

اے آریہ سماج کے فاضل ممبرو! دیکھو رگ وغیرہ کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں الہامی اور ایشوری گیان ثابت ہو رہی ہیں۔ برہدارنیک اپنشد کے مصنف مہرشی کے نزدیک جس طرح رگ وغیرہ خدا کے سانس (الہام) ہیں۔ اسی طرح دیگر پوران اپنشد وغیرہ بھی جن کی تعداد سینکڑوں تک پہونچ جاتی ہے۔ اب بتلایئے آپ کا دعویٰ ہر صحیح ہے یا قدیم زمانہ کے رشی نہیں بلکہ مہرشی کا یہ فرمان۔

چوتھا سوال آریہ سماج کہتی ہے۔ کہ ویدوں کے ملہم۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرا۔ یہ چار مہرشی تھے۔ مگر بخلاف اس کے قدیم خاندانی ویدک سناتن دہرمی اصحاب ویدوں کا ملہم شری برہما جی مہاراج کو ٹھہراتے ہیں۔ اور جہاں تک ہم نے غور کیا ہے ویدک لٹریچر کے رو سے سناتنی ہی اپنے دعوےٰ میں صادق معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کے منو سمرتی اور شویتا اپنشد وغیرہ سے پرمان پیش کرتے ہیں۔ مگر آریہ کوئی دلیل نہیں بتا سکتے۔ اس لئے ہماری عرض یہ ہے۔ اگر فی الحقیقت اگنی وغیرہ پر ہی نازل ہوئے تھے۔ تو آریہ صاحبان ویدوں کی گواہی پیش کریں۔ ایک ہی سیکنڈ میں ساری نزاع کا خاتمہ ہو جائیگا۔

پانچواں سوال ویدوں کا ملہم ہونا رشیوں کے کسی پچھلے اعمال کا نتیجہ تھا۔ یا خدا نے جسے چاہا۔ اس اعزاز سے معزز کر دیا۔ اگر کہا جائے۔ کہ ملہم وید ہونا پچھلے اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو وہ اعمال بتلائے جائیں۔ کونسے تھے۔ جن کی وجہ سے چار ملہم وید بننے کے حقدار ٹھہرے۔ اور اگر کہو۔ کہ پچھلے اعمال وغیرہ کچھ نہیں پرمیشور نے اپنی اچھا (خواہش) سے جسے چاہا ملہم بنا دیا۔ تو اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔ جو آریہ سماج کے نزدیک درست نہیں۔ ہاں اگر اس قضیہ کے فیصلہ کیلئے وید کی کوئی شرطی مل جائے تو بہت ہی بہتر ہو۔

چھٹا سوال شری سوامی دیانند جی مہاراج لکھتے ہیں۔ کہ "جو جیسا عمل کرے اس کو ویسا ہی پھل دیا جاوے اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان کے (رشیوں) پچھلے پنوں (نیک اعمال) کی وجہ سے ویدوں کا الہام یا انکشاف ہوا" (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا)

اس عبارت سے پتا چلا۔ کہ اگنی۔ وایو۔ وغیرہ رشیوں کے کچھ ایسے اعمال تھے۔ جن کی بدولت وہ شروع سرشٹی دنیا میں ویدوں کے ملہم بنائے گئے۔

بہت خوب! مگر ہمیں بتلایا جائے۔ کہ وہ کونسی ہدایات تھیں جن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وہ بزرگ انسان اس بات کے حقدار ٹھہرے۔ کہ انہیں پرمیشور ویدوں کا ملہم بنائے۔ اگر کوئی سماجی دوست یہ کہے۔ کہ اس دنیا سے پہلی دنیا میں بھی یہی وید تھے۔ اور انہیں ویدوں کی تعلیم پر چل کر اس دنیا میں ملہم بننے والے رشیوں نے اس پدوی (اعزاز) کو حاصل کیا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے جو سرشٹی تھی اور پھر اس سے بھی جو پہلے تھے۔ اس میں کونسی ہدایات تھیں۔ جن پر چل کر اس سرشٹی کے شروع میں چار آدمی ویدوں کے ملہم بنائے گئے۔ ہاں ہمیں علم ہے۔ کہ آریہ اس سوال کو صاف کرنے کی بجائے اس سے پہلی اس سے پہلی پھر اس سے پہلی ایسے بہت سی سرشٹیاں گنواتے چلے جائیں گے۔ مگر وہ لاکھ سرشٹیاں گنائیں یہ سوال پھر بھی قایم رہے گا۔

کیونکہ اس سے اگلی اس سے اگلی وغیرہ کہتے جانے سے دور تسلسل لازم آئے گا۔ جو سراسر محال ہے۔ پس ایک نہ ایک ایسی دنیا کا وجود تسلیم کرنا پڑے گا۔ جس میں ویدوں کے ملہم دیگر ہدایت و شرائع پر عمل کرکے اس کمال کو پہنچتے ہوئے۔

ہاں دوہر نسل یا پرواہ سے انادی کا بے بنیاد اور خواہ مخواہ کی الجھن میں ڈال دینے والا مسئلہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے قطعی رد ہو جاتا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش ص ۲۶۵ و ۲۶۶ ؛

چھاش بھومکا ص ۹۔ سانکھ درشن مترجمہ سوامی درشنا نند جی ص ۲۵ بحوالہ سانکھ درشن ۱۲۶ و سانکھ ص ۵ ۔ ص ۱۵ مترجمہ سوامی درشنا نند جی مہاراج ۔

(پیارے دوستو ذرا سوچ کر جواب دینا)

(بقیہ صفحہ ۳)

اور بعض اوقات کسی نہ کسی بات کا بہانہ بنا کر ہماری جماعت کو تکلیف دینے کے منصوبے سوچے جاتے ہیں ان تمام مخالفوں کے درمیان ایک جماعت جو ان کے مقابل میں قلیل التعداد کے حکم کے اندر ہے گورنمنٹ سے پیمان وفا باندھ رہی ہے۔ کیا اس کی غرض کوئی دنیاوی مفاد ہو سکتا ہے۔ یا اپنا ہی خلوص اس کی مثال ایسی ہے۔ ایک سخت نادار اور کمزور آدمی ہے۔ جس کی مدد کے لئے کوئی اس کے پاس نہ جائے۔ اس وقت کسی شخص کا اس کے پاس آنا اور اس کی خدمت کرنا کسی لالچ سے نہیں۔ بلکہ خلوص سے ہوگا ؛

پس اس وقت جب کہ لوگ ہر طرف سے گورنمنٹ کے دشمن نظر آتے ہیں۔ اور وفادار شخص کے لئے سخت مشکلات پیش آتی ہیں ہمارا پیمان وفا خلوص سے ہے۔

مالابار میں موپلے جو کچھ کر رہے ہیں وہ پوشیدہ بات نہیں۔ مگر اس خطرناک حالت میں ہماری غریب جماعت نے جس امن سے گورنمنٹ کا ساتھ دیا وہ قابل ذکر واقعہ ہے ؛

پس اس ایجیٹیشن کے دنوں میں جب کہ حضور پرنس آف ویلز کی آمد پر ہر طرف سے لوگ شور مچا رہے ہیں۔ ہڑتالیں کر رہے ہیں۔ ہم نہایت خوشی سے اور جوش وفاداری سے شہزادہ صاحب کو ویلکم کہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور ان کی آمد ہندوستان کی بہتری اور بھلائی کا باعث ہو۔ اور ان کا یہ سفر ان کے لئے دینی طور طور پر بھی موجب ہدایت ہو ؛ آمین

۱۷۔ نومبر اور قادیان

---

۱۷ نومبر جو کہ شہزادہ صاحب کی آمد کا دن تھا۔ اس دن حسب الحکم مسٹر گاندھی۔ آریہ سماج اور سناتن دھرم وغیرہ ممبروں نے تمام ہڑتال کر دی۔ کسی ہندو کی دوکان کھلی نہ تھی۔ اور نہ ہی قادیان کی انجمن اسلامیہ غیر احمدیوں کے ممبروں کی دوکانیں کھلی تھیں۔ جو اپنے آپ کو وفادار سرکار کے نام سے اپنی عرضیوں میں یاد کیا کرتے ہیں۔

احمدیہ بازار اس دن خاص رونق پر تھا۔ بڑا بازار جس میں اکثر حصہ ہندوں اور غیر احمدیوں کا ہے۔ انہیں بھی جہاں جہاں احمدیوں کی دوکانیں تھیں سب کھلی تھیں اور وہ گرم جوشی اور مسرت کے ساتھ کام کر رہے تھے کیونکہ اس دن ان کا بازار کھولنا اپنے بادشاہ کی آمد کی خوشی میں تھا۔ اور اس کے لئے اظہار وفاداری تھا ؛

تمام غیر احمدی دوکانداروں میں سے صرف میاں امام دین سبزی فروش نے اپنی دوکان کھولی۔ اور کسی نے نہیں کھولی۔ یہ واقعہ غیر احمدیوں کی اس وفاداری پر کافی روشنی .... ڈالے گا۔ جس کو وہ اپنی درخواستوں میں پیش کیا کرتے ہیں ؛

اثبات توحید

غیر مسلم عقاید کی تردید

دنیا کا ذرہ ذرہ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ میرا کوئی مالک اور خالق ضرور ہے۔ اشیائے موجودات آپ سے آپ پیدا نہیں ہوئیں۔ اجسام وارواح سب مخلوق اور حدوث کے رنگ میں رنگین ہیں۔ انسان کا اپنا کام نہیں۔ کہ روح اور جسم مل کر ہیئت کذائی اختیار کرے۔ اور خلعت انسانی پہن لے۔ ہر ذرہ انت مالکی انت مالکی کی شہادت دے رہا ہے۔ ہر روح انت ربّی انت ربی کی صدا دے رہا ہے۔ عالم کی جس چیز کی طرف نظر ڈالو۔ وہ خاص قیود سے مقید اور خاص حدود میں محدود ہے۔ سب سے بڑے عظیم الشان وجود آفتاب ہی کی طرف دیکھو۔ تو وہ صرف ایک منوّر بالذات جسم ہے وبس۔ اور چاند کا کمال وزوال بیان محتاج نہیں غرض کہ جو شے دنیا کی دیکھو۔ وہ محدود جگہ میں آئی ہوئی اور خاص احاطہ میں سمائی ہوئی ہے۔ پھر یہ سب اشیاء یہاں تک ناقص فی الذات اور بے بس ہیں۔ کہ وہ حس فطرت اور قانون قدرت کے ماتحت ہیں۔ اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتیں۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور کسی عظیم الشان طاقت اور زبردست قوت کے بس میں ہیں۔ اور اسی کے ارادہ سے ان کا ظہور ونمود ہے۔ چاند سورج ستارے وغیرہ سب اجرام علوی وسفلی ہمیں محسوس ومدرک ہو رہے ہیں۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ ان بیجان وجودوں کو اپنی ہستی تک کا بھی علم ہو۔ جس سے سوائے نمود اور خدا تعالےٰ کی صنعت کا ایک نقش اور قدرت کا ایک پرتو ہونے کے ان اشیاء کو ہم بڑھ کر نہیں سمجھ سکتے۔ اس سے یقین اور حق الیقین ہوتا ہے۔ کہ ان اشیاء کا ضرور کوئی خالق اور مالک ہے۔ جس کی قدرت کا اثر صنعت کا نقش یہ سارا کارخانہ ہے اور ضرور وہ وحدہ لاشریک ہے۔ کیونکہ یہ سارا انتظام عالم بلاتفاوت ایک ہی طرح پر چل رہا ہے۔ اور دنیا کی ہر ایک شئے ایک ہی سلسلہ میں منتظم اور ایک ہی سلک میں منسلک ہے۔ جس سے قطعی یقین ہوتا ہے۔ کہ صرف ایک ہی صانع کے ید قدرت کا ظہور کمال ہے +

ہر اشیاء موجودات محدود وحادث اور محتاج بغیرہ ہیں گرچہ سورج چاند زمین روح جسم وغیرہ میں بظاہر کوئی نقص نہیں معلوم ہوتا۔ تو کیا اس کا محدود مکان میں محاط ہونا صریح نقص نہیں ہے ضرور اور یقینی ہے۔ اگر وہ شیئ آپ سے آپ ہے۔ اور اس کا وجود واجب ہے۔ تو یہ محدود مکان میں آنا اور خاص حدود وقیود سے مقید ہونا چہ معنی دارد۔ وہ آپ سے آپ اور واجب بالذات ہو کر کیوں اپنی ذات کے ساتھ محدود اور مقید ہونا گوارا کیا۔ کیوں نہ ذات وصفات میں غیر محدود ہوئی +

وہ صاحب عرش عظیم کی ذات سب سے بالاتر اور نرالی بے عیب اور قدوس ہے۔ وہ الحیی القیوم ذات ہے جس کے سہارے سے ذرہ ذرہ کا وجود بقا ہے۔ اور ضرور وہ ایک ہے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ وجود غیر محدود ہونے ممکن نہیں۔ ذات وصفات میں غیر محدود ہستی ایک ہی ہو سکتی ہے۔ وہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ جس میں دوئی اور تثلیث کا شائبہ تک نہیں۔ بیان کردہ علم الٰہی کے ماتحت ہر ایک مذہب کو اس اصل کے سامنے پیش کر کے اس کی صداقت اور عدم صداقت کا امتحان کر لو۔ آریہ لوگ مادہ اور ارواح کو قدیم اور واجب بالذات مانتے ہیں۔ اور ایسا ہی خدا کو پس ان کے مذہب کے رو سے تین واجب ہوئے۔ مادہ روح۔ خدا۔ حالانکہ تعدد قدما اور ایک سے زیادہ واجب

واجب کا ہونا محالات سے ہے۔ کیونکہ واجب وہ ذات ہوتی ہے۔ جو کمال کے اوس درجے تک پہونچی ہوئی ہو جس سے بڑھ کر تجویز کرنا ممکن ہی نہیں۔ یعنی کہ وہ ذات اور صفات میں غیر محدود ہو۔ پس مادہ اور روح جو محدود وجود رکھتے ہیں۔ اور خاص قیود سے مقید اور نقصان کے داغ سے ملوث ہیں کس طرح واجب بالذات اور قدیم ہو سکتے ہیں۔ واجب بالذات تو وہی ہو سکتی ہے۔ جو غیر محدود کمالات رکھتی ہیں۔ اور مادہ اور اروح بالکل محدود وجود اور محدود صفات رکھتی ہیں غرضیکہ مادہ و روح کو قدیم اور واجب تسلیم کرنے سے خدا تعالےٰ کی اکملیت بلکہ الوہیت پر کوئی دلیل نہیں۔ خود بخود مانے گئے تو کچھ ضرور نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بھی خود بخود ہو کر ضرور کامل ہو۔ اس کو بھی ناقص اور محدود مان لیا جاوے۔ تو منطقی دلیل اوسے روک نہیں سکتی۔ بلکہ اگر روح و اجسام کا دائمی تعلق اور انتظام کائنات کا سلسلہ ہی خود بخود چلتا ہوا مان لیں اور خدا کو سرے سے تسلیم نہ کریں۔ تو آریہ صاحبان کو اختیار ہے ایسا ہی عیسائیوں کے عقیدہ کی بنا پر خدا کا ماننا ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ان لوگوں نے جب حضرت عیسیٰ کو جن کا محدود وجود اظہر من الشمس ہے۔ اور اس میں انسانیت کے نقص و عیوب و احتیاجات کھانا پینا سونا۔ فنا ہونا وغیرہ بھی ثابت ہیں۔ خود بخود واجب بالذات خدا مان لیا۔ تو خدا ئے نادیدہ کے ماننے کے لئے کیا دلیل رہی۔ اور اس کے ماننے کے لئے کیا دلیل رہی۔ اور اس کے ماننے کی کیا ضرورت رہی۔ ناقص شئی سے کامل شئے کی طرف لے جانا محدود چیز سے غیر محدود ہستی کا سراغ لگانا یہی تو وجود الٰہی پر استدلال کی اصل تھی۔ ناقص اور محدود ہستی کا کیا ثبوت۔ ہاں ارواح و اجسام و عیسیٰ اور مخلوقات جب ذات و صفات میں محدود اور حدوث کے رنگ میں رنگین مانے جائیں۔ تب ایک ذات واجب الوجود قائم بالذات کی ضرورت پڑیگی۔ جو آپ ذات میں کامل ترین اور غیر محدود لافانی ازلی و ابدی وہ اللہ کے نام سے موسوم ہے۔ جس نے تمام ارواح کو خاص خاص عوارض و صفات سے متصف کیا۔ اور ان کو اپنی مرضی کے تابع جمال کا شیفتہ اور اپنی طرف میلان کرنے والا بنا دیا۔ باللہ التوفیق

دارالامان کی خبریں

۲۰ تاریخ کی شب کو ایک نومسلم سکھ سردار شیخ محمد یوسف صاحب کا لیکچر بازار چوک میں سکھ مذہب کے متعلق ہوا۔ لیکچر وسیع معلومات سے پر تھا۔

اس کے بعد ایڈیٹر صاحب نور کا لیکچر مسلمانوں کے سکھوں پر احسانات اور تعلقات کے مضمون پر ہوا۔ جس میں علاوہ بہت سی باتوں کے ایک یہ بھی تھی کہ دربار صاحب امرتسر جو کہ سکھوں کا نہایت ہی مقدس معبد ہے۔ اس کی بنیاد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں گورو ارجن صاحب نے رکھوائی۔ معمار نے اس اینٹ کو ذرا درست کر دیا۔ کیونکہ وہ ٹیڑھی رکھی گئی تھی۔ تو گورو صاحب نے بہت ہی اظہار افسوس کیا۔ اور کہا۔ کہ اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ یہ معبد ایک دفعہ گرے گا اور پھر بنے گا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دربار صاحب ایک دفعہ گرا۔ اور پھر بنا۔ اب دیکھو کہ اس عظیم الشان معبد کے بنانے کے لئے اگر برکت ڈھونڈی گئی۔ تو حضرت میاں میر صاحب کے ہاتھوں میں۔

مالابار کا کنجی ایک اور روپ میں

مولوی کنجی مالاباری کے نام سے احمدی جماعت خوب واقف ہے۔ اور اس کی حالت سے بھی خوب واقف ہے۔ اب اس کے متعلق برادرم فخرالدین صاحب نے تازہ حالات بھجوائے ہیں (ایڈیٹر)

۱۹۱۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم سے جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی اور شیخ محمود احمد صاحب مجاہد برائے اشاعت احمدیت علاقہ مالابار میں آئے۔ اس کی اطلاع جب پیغامی حلقہ میں پہنچی۔ تو ان کا مایہ ناز مبلغ یا ان کے مبلغین کے کمانڈر انچیف یعنی مرہم عیسےٰ صاحب جھٹ مالابار میں آوارد ہوئے۔ اور یہ تو بغات خلافت کا مبایعین کے خلاف آغاز اختلاف سے ہی طریق عمل رہا ہے۔ اور ہر جگہ منہ کی کھانے کی باوجود وہ اس عادت کے نہ چھوڑنے پر مجبور ہیں۔

ہم تو نہیں کہیں گے کہ بغیر پریذیڈنٹ صاحب انجمن اشاعت اسلام لاہور کے منشا کے مرہم صاحب اپنی خوئے بد سے مجبور ہو کر خود بخود ہی اس لمبے سفر کی مشقت برداشت کی ہے۔ تا بالکل سفید جھوٹ کے ذریعے مبایعین کو ورغلائے۔ مالابار کے پہنچنے کے کچھ دن بعد ہی نہ معلوم کہ یہاں اپنی دال نہ گلتے دیکھ کر یا ایک ایسے مفسد و فتان مولوی کو مرہم صاحب کی خواہش کے مطابق مبایعین میں مغالطہ دہی اور کذب بیانی سے فتنہ انگیزی کرتا دیکھ کر جو ان خاص کاموں میں جن مرہم صاحب کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ ان کے استاذ ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔ یک بینی و دو گوش مالابار سے کافور ہو گیا۔

اس مولوی صاحب کو تو احباب غالباً سمجھ گئے ہونگے۔ یہ اور کوئی نہیں ہمارے مولوی کنجی ہیں۔ مولوی صاحب کا قصہ سمع خراش بھی سنئے۔ مالابار کے عام مولویوں کی طرح ان کو بھی عربی سے کچھ شد بد ہے ان کے تکبر اور خود بینی کا سارا دارو مدار یہی ایک بات ہے۔ باقی زبانوں سے وہ بالکل نابلد ہیں۔ یہ مولوی صاحب اپنے مزاج کے ایسے متلون ہیں۔ کہ ان کا اپنا اصلی نام جو کنجی احمد تھا۔ جب تک مبایعوں سے دوستانہ رہا۔ غلام احمد صاحب سے بدل لیا۔ اب جب کہ وہاں سے بھی روگردانی ہو گئی۔ تو وہی پہلا کنجی احمد نام اختیار کر لیا۔ کلام کرنے میں ایسے چالاک کہ جاہلوں کو باتوں میں دن کو رات رات کو دن کر دکھا سکتے ہیں بلکہ دکھلاتے رہتے ہیں۔ افترا پردازی اور دروغگوئی میں ان کو وہ ید طولیٰ حاصل کہ مرہم صاحب کی موجودگی میں ان کی مدد سے ہم مبایعین پر وہ وہ اتہام لگائے کہ الامان جیسے ہمارے جلسہ سالانہ کو حج ٹھہرانا مسیح موعود شرعی نبی تسلیم کرنا اور قادیان کو قبلہ نماز ماننا وغیرہ۔ کبر اور خود رائی میں ایسے یکتا کہ مسیح موعود کی کتب میں مسیح موعود ماننے کی حالت میں بھی عبدالحکیم مرتد کی طرح غلطیاں نکالنے سے ان کی طبیعت نہیں جھجکی۔ بیباکی اور جسارت میں اپنی بدطینتی کو وہ جرأت حاصل کہ ہم مبایعین اور ہمارے پیارے مطاع کو کافر دجال وغیرہ کہنا تو ایک طرف حضرت مسیح موعود کے حق میں بھی مولوی صاحب یہ کہنے سے نہ ڈرے کہ انہیں (مسیح موعود کو) کافر کہنے والوں کو ہی کافر نہیں ٹھہراتا۔ مولوی صاحب اور شیخ صاحب [illegible] مالابار سے تو واپس تشریف لے گئے۔ مگر افسوس کہ اس عجیب انسان کے بعد کے حالات سے باخبر نہ ہو سکے ان کے جانے کے بعد یہ کس کس رنگ میں رنگین ہوتے رہے

ہیں۔ کہ کس کس روپ میں جلوہ گری دکھاتے رہے ہیں وہ طول اور لاطایل افسانہ حوالہ قلم کرنا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہاں اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہو جاتا۔ کہ احباب معلوم کر لیتے۔ رجعت بروزی میں کئی نیک روحوں کا ایک مظہر ہونے کی طرح کئی بد روحوں کا ایک مظہر ہونا بھی اگر مسلم ہو۔ (اور یہ مسلم ہے۔) تو یہ مولوی صاحب بھی کئی روحوں کے مظہر ہیں۔ خدا ان کے شر سے ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے

مرہم عیسیٰ صاحب سید مدثر شاہ صاحب اور شیخ عبد الحق صاحب شملوی اگر اس سے مغالطہ دہی چالاکی وغیرہ کا سبق سیکھیں۔ اور اپنا استاد مان لیں۔ تو ہمیں کوئی تعجب نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم کو خوب معلوم ہے۔ کہ ان امور میں یہ ان کے معلم ہو سکتے ہیں بلکہ اگر ان کا کمال . . . . . امرت سری مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہو جاتا تو شاید وہ بھی اس مولوی کی شاگردی کو موجب فخر سمجھتے۔ قصہ مختصر! ہمارے پیغامی احباب کے مایہ ناز مولوی حاجی غلام احمد صاحب کی کہانی کا یہ خلاصہ ہے۔ جس کو احباب کی یاد دہانی کے لئے درج کر دیا ہے۔ جس کی تفصیل مفصل ایک دو سال پیشتر کے الحکم اور الفضل کے متعدد نمبروں میں احباب کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہمارے فاضل راجیکی نے ملکی تحریک سے ہی میں کہوں گا۔ جو یہ فرمایا تھا۔ کہ یہ شخص (مولوی کنجی) لامذہب ہے۔ کسی مذہب میں بھی نہ ہوگا۔ وہ بالکل سچ تھا۔ ہم اپنی عینی شہادت سے کہتے ہیں۔ کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ جسکی ذیل میں مولوی کنجی صاحب کا ایک مطبوعہ مالاباری اشتہار کا بعینہ ترجمہ ذیل میں دیتا ہوں۔ جو ۲۰ ستمبر ۱۹۲۱ء کو انہوں نے مختلف شہروں میں بکثرت تقسیم کیا ہے۔ اس اشتہار کو بغور پڑھنے سے جہاں احباب کو جناب مولوی غلام رسول صاحب کے قول کا مولوی کنجی پر صادق آنا بھی معلوم ہو جائیگا ؛

اللہ اکبر! زمانہ کا انقلاب بھی کیا عجیب ہے۔ اور تفکر کرنے والوں کے لئے کیا ہی سبق آموز ہے ہمارے ہو کر ہم سے دور ہی دور بھاگنے والے احباب کیطرف سے اپنی صداقت اور فتح کی علامت میں شملہ کی ٹھنڈی چوٹی سے یہ گرم صدا کبھی سنی ہوئی ہمیں بھی یاد پڑتی ہے۔ کہ مالابار میں ۴۰۰ چار صد آدمی ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور صرف ۱۴ اسولہ محمودی رہ گئے ہیں۔ ان کا یہ خیال ضرور ہماری ہی بدل گیا ہوگا۔ جب کہ ان کے ساتھ ہونے کی کوئی عملی ثبوت انہیں نہیں ملا۔ اور تو خیر صرف چندہ ہی کے ذریعہ انہیں معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ چار صد آدمی فی کس ۴ر آنے بھی دے تو ایک صد روپے ماہانہ ہونا چاہیئے۔ وہ خیالی چار صد افراد (جن کی اصلی تعداد ۴۰ ہے ایک صفر مٹا دینے سے شاید کچھ صحیح ہو جائے۔) اگر موجودہ حالت کو پہنچنے کی بجائے۔ پیغامی احباب کے ساتھ ہی رہتے تو موجودہ غم کی نسبت خوشی ہی رہتی۔ کہ آخر مسیح موعود علیہ السلام کو ابھی تک تو ایک مجدد کی حیثیت دیتے ہیں۔ اب میں مولوی کنجی صاحب کا تعجب خیز اشتہار نقل کرتا ہوں۔ اور نہ صرف معزز ناظرین الحکم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اسے بغور پڑھیں۔ بلکہ ہمارے پیغامی دوستوں سے بھی ملتجی ہوتا ہوں۔ کہ وہ بھی اسے ملاحظہ فرمائیں۔ اگر پسند فرمائیں تو اخبار پیغام صلح میں بھی شایع ہونے کا انہیں اپنے پرانے مولوی صاحب کے اشتہار کو دیں۔ تا ان کی موجودہ صورت کو اس شیشۂ اشتہار میں اس کے ناظرین دیکھ سکیں۔ کیونکہ اسی مولوی صاحب کے اشتہارات پیغام صلح میں پہلے شایع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں مبائعین کو نہایت گندے

الفاظ سے یاد کئے گئے تھے۔ وہ اشتہار گنجی کا یہ ہے

عیسیٰ نبی علیہ السلام نازل ہونگے

عیسیٰ نبی کا وفات پا جانا اور آخر زمان میں ان کا نازل ہونا قرآن اور حدیث سے صاف ثابت ہے۔ اور عدم رجوع موتی پر وہی قرآن و حدیث ہی شاہد ہیں۔ ان متناقض قولوں میں تطبیق دینے کی کوشش میں علماء سلف چار مختلف الرائے ہو گئے ہیں۔

۱۔ ان میں سے ایک فرقہ نے نزول عیسیٰ والی حدیث مقدم کر کے وفات والی آیات کی تاویل کی۔ اور یہ مانا کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہی نازل ہونگے

۲۔ دوسرے فرقہ نے وفات عیسیٰ والی آیات کو مقدم کر کے نزول عیسیٰ والی حدیث کی تاویل کی اور قرآن کے ماتحت بنائی۔ اور یقین کیا نزول سے مراد ان کا مثیل ہے۔

۳۔ تیسرے فرقہ نے یہ رائے قایم کی۔ کہ عیسیٰ نبی فوت ہو چکے ہیں۔ اور مردہ کے دوبارہ نہ آنے سے مراد ان کے جسم کا نہ آنا ہے۔ اور روح آسکتی ہے لہذا عیسیٰ نبی کی روح کسی اور جسم میں ہو کر نازل ہوگی۔

۴۔ چوتھا فرقہ ان سابقہ فرمانوں میں کسی قسم کا تغیر کئے بغیر اس رائے پر قایم ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔ مگر چونکہ ان کا نازل ہونا نص صریح ہے۔ لہذا عدم رجوع موتی کا قانون ان سے متعلق نہیں۔ اس لئے عیسیٰ نبی خود ہی نازل ہونگے۔

میں جو اوایل میں پہلے فرقہ کے عقاید میں تھا تمام دلائل کو تحقیق دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ روح کا کسی دوسرے جسم میں ہو کر آنے کا تیسرے فرقہ کا خیال قابل تسلیم نہیں۔ اور چوتھے فرقے کا خیال مجھے ایسا پسندیدہ نہ معلوم ہوا۔ اور قرآن کو حدیث پر مقدم کر کے دوسرے فرقہ کا عقیدہ اپنے لئے اختیار کیا۔ اور اس کو شایع بھی کیا۔

بعد ازاں دوبارہ اپنی تحقیق سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ عیسیٰ نبی خود ہی دوبارہ زندہ ہونگے۔ اور اس کی تائید میں مجھے اور بھی احادیث ملیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ میں رات کو سلاتا اور دن کو جگاتا ہوں۔ اور کہ عورت مرد کی باہم صحبت سے اولا پیدا ہوتی ہیں۔ مردہ کا دوبارہ زندہ ہو کر نہ آنا بھی اسی طرح کا عام قاعدہ ہے۔ مگر جیسے لوگ دن کو سوتے اور بغیر صحبت مرد عورت کو بچہ پیدا ہوتا ہے جیسے عیسیٰ نبی خود بے باپ ہیں۔ اسی طرح مردہ بھی بعض دفعہ زندہ ہو کر آجاتا ہے۔ پس عدم رجوع موتی والا قانون عیسیٰ نبی سے متعلق نہیں۔ پس عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہی دوبارہ زندہ ہو کر نازل ہونگے۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ ابتدا[عہ] میں یہی عقیدہ تھا۔ علاوہ ازیں عزیر نبی کو ایک سو سال مارے رکھنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا واقعہ جو قرآن میں ہے۔ وہ اس کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ پس چار فرقوں میں سے چوتھے فرقے کا عقیدہ پر جو یہ ہے کہ عیسیٰ نبی فوت ہو چکے ہیں۔ اور آخر زمان میں وہی دوبارہ نازل ہونگے۔ میرا دل مطمئن اور قایم ہے۔

اب ان باتوں کو شایع کرنے کا باعث میرے پہلے عقائد کے متعلق اس وقت کا شایع کردہ ایک اشتہار ہے۔ گذشتہ صاف دل علماء اور اماموں نے پہلے ایک بات کو بیان کرنے کے بعد اس سے قوی دلائل اس خلاف ملنے پر اس کو عام لوگوں کی اطلاع کیلئے کہنے اور تحریر میں لایا کرتے تھے۔ ابن عربی کا پہلے

عہ اس سے گنجی کی مراد ابتدا اسلام ہے۔

لفظ "توفیتنی" سے جو عیسیٰ نبی کے متعلق آیا ہے۔ "تو نے مجھے اٹھا لیا" مراد لینا اور بعد ازاں اس کے یہ معنے کرنے کہ تو نے مجھے مارا۔ اور امام سیوطی کا اوّل عیسیٰ نبی کا رفع ۳۳ برس کی عمر میں ہونے کو مختلف دلائل سے بیان کرنا۔ اور پھر بعد میں ۱۲۰ برس کی عمر میں ان کے رفع کو تسلیم کرتے ہوئے شایع کرنا میرے لئے قابل تسکین ہے ؛

ہمارے خاتم النبیین محمد صلعم کے ان دو قولوں میں کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور "عیسیٰ نبی اللہ نازل ہونگے" بعض لوگوں کا تضاد کو تسلیم کرتے ہوئے نزول عیسیٰ سے انکار کرنا درست نہیں کیونکہ "میرے بعد نبی نہیں" کا قواعد کے لحاظ سے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ سابق نبی بھی نہیں آئیگا۔ بلکہ اس کا یہ معنی ہے۔ کہ کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اور نازل ہونے والے عیسیٰ نبی تو آنحضرت سے پہلے کے ہیں۔ پس مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں تضاد کا نہ ہونا بھی یقینی ہے۔ خدا ہمیں ہدایت پر ہی قایم رکھے۔

ملی مولوی کنجی احمد صاحب پینگاڑی $\frac{17-1-1340}{20-9-1921}$

معزز خریداران الحکم

(۱) الحکم کے رجسٹریشن کا ڈپٹی کمشنر سے سارٹیفکیٹ آگیا ہے۔ اور وہ پوسٹ ماسٹر جنرل کو روانہ کر دیا ہے امید ہے انشاء اللہ تعالےٰ ۷ دسمبر کا پرچہ اپنے وقت اور مقررہ تاریخ پر شایع ہو سکیگا ؛

(۲) خاص کر ان احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ جن کے نام بغیر وصولی قیمت اخبار جا رہا ہے۔ ان کو بہت جلد وی پی کئے جاویں گے ؛

مینیجر الحکم

سلک مروارید حصہ اوّل دوم سوم

سلک مروارید کے پہلے حصے نہایت قدر و عزت کی نظر سے دیکھے گئے۔ اور احمدی مستورات میں ان رسالوں نے قبولیت ہی حاصل نہیں کی۔ بلکہ خدا کے محض فضل سے وہ مفید ثابت ہوئے ہیں۔ وہ دو مرتبہ چھپ چکے ہیں۔ ان رسالجات کے ذریعہ سے مردوں نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ اور یہ خدا کا فضل اور کرم ہے۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے سلیمہ کا پادریوں سے مسیح ابن مریم کی خصوصیات پر ایک لطیف مباحثہ ہے۔ اور کیمیا گر اور شعبدہ باز فقیروں کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کیا گیا ہے میری غرض اس قسم کے رسالوں کی اشاعت سے عورتوں کے مذاق کی اصلاح اور ان میں دینداری کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ احباب اگر اس کثرت سے ان کو پھیلائیں گے۔ تو انشاء اللہ اس نیک کام میں وہ میرے معین ہونگے۔ اس رسالہ کی قیمت چار آنے علاوہ ڈاک ہے۔ زیادہ جلدیں منگوانے میں محصول ڈاک کی کفایت رہیگی۔ ایک جلد کے لئے وی پی وغیرہ کا خرچ چھ آنے پڑینگے۔ اس لئے دس بیس جلدیں اکٹھی منگائی جاویں۔ تو نہ صرف محصول میں کفایت ہوگی۔ بلکہ دو آنہ وی پی کا ہر جلد پر بچ جائے گا۔ سب پر دو ہی آنہ لگے گا۔ کتابوں کی اشاعت کا کام سہولت کے لئے میں نے اپنے دوسرے بیٹے محمد ابراہیم کے سپرد کر دیا ہے۔ اس لئے اس کے وی پی بھی اس کے نام سے ہونگے۔ حصہ دوم کی قیمت ۶ ؍ ہے۔ بہت تھوڑی جلدیں رہ گئیں ہیں۔ اس لئے جلد منگوالیں ؛

درخواستیں بھی اس پتہ پر روانہ فرماویں

شیخ محمد ابراہیم علی مینیجر الحکم بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور